سوال

(94)جب مقتدی رکوع کی حالت میں ملے توکیا تکبیر تحریمہ کہے یا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب مقتدی نماز کےلئے مسجد میں آئے اورامام رکوع کی حالت میں ہو توکیا وہ تکبیر تحریمہ کہے یاتکبیر کہہ کر رکوع میں چلاجائے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

زیادہ افضل اور محتاط بات یہ ہے کہ وہ دوتکبیریں کہے ۔ ایک تکبیر تحریمہ جوکہ نماز کارکن ہے اوراس تکبیر کوکھڑے ہوکر کہنا ضروری ہے اوردوسری تکبیر رکوع

کےلئے اس وقت کہے جب وہ رکوع کےلئے جھک رہاہو اوراگر رکعت کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو علماء کے صحیح قول کے مطابق تکبیر تحریمہ ہی کافی ہوگی کیونکہ دونوں عبادتیں بیک وقت جمع ہوگئی ہیں ، لہذا بڑی عبادت چھوٹی سے کفایت کرے گی ۔ اکثر علماء کے بزدیک رکعت بھی صحیح ہوگی کیونکہ امام بخاریؒ نے ''صحیح ''میں حضرت ابو بکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اس وقت آئے جب نبی کریم ﷺ حالت رکوع میں تھے توانہوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع شروع کرلیااوراسی طرح رکوع میں صف میں شامل ہوئے تونبی کریم ﷺ نے فرمایا'' اللہ تعالی تمہارے شوق میں اضافہ فرمائے دوبارہ ایسانہ کرنا ۔ ''یعنی دوبارہ صف تک پہنچنے سے پہلے رکوع نہ کرنا بلکہ مسجد میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ وہ صف کے ساتھ مل کر رکوع کرے آپؐ نے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کواس رکعت کے دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا ،جس سے معلوم ہواکہ یہ رکعت ہوگئی ۔(۱) ایسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہوجائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہااوروہ قیام ہے ۔ جوعلماء مقتدی کےلئے سورہ فاتحہ فرضیت کے قائل ہیں ،ان کے نزدیک اس حدیث کی صحیح توجیہ یہی ہے ۔

(۱) وضاحت : سماحۃالشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ تعالی نےاپنے مذکورہ فتوی میں فرمایا ہے کہ ''آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کواس رکعت کے دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا ،جس سے معلوم ہواکہ یہ رکعت ہوگئی ۔ ایسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہوجائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہااوروہ قیام ہے ۔ ''

جولوگ فاتحہ کے وجوب کے قائل نہیں ان کی توبات ہی چھوڑیئے لیکن جولوگ فاتحہ کے وجوب کے قائل ہیں ان کے نزدیک توفاتحہ کے بغیر نماز درست ہی نہیں ہوتی اورو عقلی و نقلی دلائل سے ترجیح بھی اسی بات کو ہے کہ ایسے شخص کی رکعت شمار نہیں ہوگی بلکہ اس کو وہ رکعت پڑھنی پڑے گی جس میں اس نے فاتحہ نہیں پڑھی ۔ اس کے کئی وجوہ ہیں ۔

(صحیح البخاری ،کتاب الاذان ۔ باب۹۵ ص ۱۰۱ ۔ مطبوعہ ادارالسلام = للنشر والتوزیع الریاض سعودی عرب)

(۲) عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالی عنہ قال :قال رسول اللہ صص لاصلوۃ لمن لم یقرابام القرآن (متفق علیہ) اس سے معلوم ہواکہ جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے ، توکیا جو شخص ایک رکعت میں توسورہ فاتحہ نہ پڑھے اورباقی نماز میں پڑھ لے اس کی نماز ہوجائے گی ؟اس کا جواب ہے ''نہیں ہوگی ''کیونکہ سورہ فاتح نماز کارکن ہے جب

رکن کسی بھی جگہ ساقط ہوگا نماز ناقص ہوگی اور یہی بات صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہے جو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں ''من صلی صلوۃ لم یقرا فیہا بام القرآن فہی خداج ثلاثا غیر تمام''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ناقص ہے ، وہ پوری ہی نہیں ، بعینہ اسی طرح جس طرح ایک حاملہ اونٹنی وقت سے کچھ ماہ قبل اپنا ناقص الخلقت بچہ گرادے اور ہر شخص جانتا ہے کہ اس طرح کا بچہ کسی بھی کام کا نہیں ہوتا تو جو شخص ایک رکعت میں سورہ تاتحہ نہیں پڑھے گا اس کی کم از کم وہ ایک رکعت تو ناقص ہی ہوگی اور یہ بات کس طرح ممکن ہے کہ کسی شخص کی ایک رکعت تو ناقص اور غیر مکمل ہو جبکہ باقی نماز مکمل ہو! پھر یہ بھی بات ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ''اللہ تعالی نے فرمایا میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز آدھی آدھی تقسیم کردی ہے ۔ الخ۔ پھر آپ ﷺ نے جب تقسیم بیان فرمائی ہے تو وہ فاتحۃ الکتاب کی تقسیم ہے ۔ اب اگر کوئی شخص ایک رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس شخص کی کم از کم وہ ایک کعت تو اس تقسیم انعام سے محروم اور خالی ہے ۔ پھر وہ حدیث بھی پیش نظر رہنی چاہئے جس کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''صحیح''میں اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''سنن''میں بیان فرمایا ہے ، اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں ''لا تجزي صلاۃ لایقرا فیہا بفاتحۃ الکتاب''اس حدیث کے الفاظ اپنے اس مفہوم میں قطعی طور پر واضح ہیں کہ جو شخص نماز میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور نہ اس کی نماز اس کو کفایت کرے گی کیونکہ ''لا تجزي''کا معنی ہی یہ ہے کہ ''لا تکفی ولا تصح''اس لئے جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی کم از کم وہ رکعت تو صحیح نہ رہی ۔ اب اس رکعت کو صحیح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ رکعت سورہ فاتحہ سمیت پھر پڑھی جائے ۔

(۴) حدیث ''لا صلوۃ''میں ''لا''نفی جنس کا بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ رکعت ہی سرے سے ''جنس نماز''سے نہیں ہے ۔ اب اگر کوئی شخص نماز ظہر، عصر یا عشاء کی پہلی رکعت کے رکوع میں شامل ہوتا ہے تو اس کے اس رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنے سے یہ پہلی رکعت تو ''جنس نماز''میں شمار ہی نہیں ہوگی ۔ اسی طرح نماز مغرب اور نماز صبح کا حال ہوگا ۔

(۵) تندرست آدمی کے لئے قیام شرط ہے ، یعنی اگر کوئی آدمی طاقت رکھنے کے باوجود فرض نماز کے قیام کا تارک ہے تو اس کی نماز بھی ازروئے شریعت درست نہیں ہے کیونکہ جس طرح رکوع یا سجدے کے تارک کی نماز درست نہیں ہوسکتی اسی طرح قیام نہ کرنے والے شخص کی نماز بھی درست نہیں ہوسکتی ۔ مدرک رکوع کی رکعت کو جائز قرار دینے کے لئے یہ کہنا کہ ''ایسے نمازی کے حق میں فاتحہ ساقط ہوجائے گی کیونکہ اس کا محل باقی نہ رہا اور وہ قیام ہے ۔ ''''جس طرح کہ فضیلۃ الشیخ حفظہ اللہ تعالی نے موقف اختیار فرمایا ہے)''اس سے اولی و احوط یہ ہے کہ یہ بات کہی جائے چونکہ اس شخص = کا قیام اور سورۃ فاتحہ یعنی دو رکن رہ گئے ہیں لہذا اس کو یہ رکعت دوبارہ پڑھنی چاہئے ۔

(۶) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ ''لا تعد''کی بھی تین وجہیں ہوسکتی ہیں ایک تو وہی جو کہ عامہ محدثین نے بیان کی ہیں لا تعد یعنی آئندہ ایسا نہ کرنا ۔ دوسری یہ کہ لا تعد یعنی تو نماز نہ دہرا (تیری نماز درست ہوئی) تیسری یہ توجیہ بھی ہوسکتی ہے کہ ''لا تعد''یعنی دوڑ کرنہ آیا کر ۔ جب یہ تینوں احتمال موجود ہیں تو پھر دلائل قویہ کو پس پشت کیوں ڈالا جائے ؟

(۷) ایک بات یہ بھی ہے کہ جب یہ معلوم امر ہے کہ نماز میں فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے تو جس رکعت میں یہ نہیں پڑھی جائے گی اس جگہ سے تو فرض ''ساقط''ہو گیا اب وہ نماز کیونکر پوری اور درست قرار دی جاسکتی ہے جس کی ایک رکعت میں نہ تو قیام شرعی کیا گیا ہو اور نہ سورہ فاتحہ پڑھی گئی ہو نیز ایسی نماز (صلوا کما رایتمونی اصلی) کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے ۔

(۸) رسول اللہ ﷺ کا ایک معروف حکم ہے کہ

''صل ما ادرکت واقض ما سبقک''یعنی جو نماز تو امام کے ساتھ پالے وہ پڑھ لے اور جس سے تو مسبوق ہوجائے اس کی قضا دے ، تو جو شخص ایک رکعت کا قیام نہیں پاسکا ظاہر ہے کہ یہ شخص پہلی رکعت کے قیام سے مسبوق ہوچکا ہے لہذا یہ شخص رسول اللہ ﷺ کے حکم ''واقض ما سبقک''کا شرعا مامور ہے اور اس کے حکم کی تعمیل کا اس کے علاوہ دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایسا شخص وہ رکعت دوبارہ پڑھے جس کا قیام یہ شخص نہیں پاسکا ۔

(۹) رسول اللہ ﷺ سے یہ حکم بھی صراحتاً موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

((من وجدني قائما او راكعا اوساجدا فليكن معي على الحال التي انا عليها)) (سنن سعيد بن منصور من رواية عبدالعزيز بن رفيع عن اناس من اهل المدينة بحواله فتح الباري مع صحيح بخاري كتاب الاذان ج۲-ص۲۶۹ ط: السلفية) اس حدیث کا تو مطلب بھی یہی ہے کہ کسی مقتدی کو یہ حق ہی نہیں ہے کہ وہ امام کی مخالفت کرے یعنی امام تو رکوع میں ہو اور مقتدی قیام کر رہا ہو یہ درست نہیں ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس کے اس حکم کے ذریعے کہ

''وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ''ہمیں اس بات کا پابند کر دیا ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ ہمیں دیں ہم وہ لے لیں، تو اس حکم الٰہی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم یہ سوچیں بھی نہ کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی گئی وہ رکعت، رکعت بھی شمار ہو سکتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے امت کو کوئی ایسی نماز دی ہی نہیں ہے جس میں کوئی رکعت قیام اور سورہ فاتحہ سے خالی ہو۔

تلك عشرة كاملة والله اعلم بالصواب وهو ولي التوفيق۔

فقیر الی اللہ محمد عبدالجبار، دارالسلام، لاہور۔

---

(۱) سورۃ فاتحہ، امام و ماموم اور ہر ایک نمازی پر واجب ہے چاہے وہ مقیم ہو یا مسافر، نماز سری ہو یا جہری، جس طرح کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اس طرح باب باندھا ہے ''باب وجوب القراءۃ للامام والماموم فی الصلوات کلها فی الحضر والسفر وما یجهر فیها وما یخافت''

فتاویٰ ابن باز